متفرّق

ماضی کے گناہوں کی معافی مانگی جارہی ہے۔

ماضی میں کیے گئے گناہوں کے اقرار اور ان سے توبہ کی لہر پوری مسیحی دُنیا میں آئی ہوئی ہے۔ آج جن گناہوں کا اقرار کیا جارہا ہے، اِن میں سے کچھ صدیوں یا کم از کم بیسیوں برس پرانی نسل پرستانہ برائیاں ہیں۔ اس لہر کا آغاز پوپ سے ہوا ہے جو چاہتے ہیں کہ تیسرے ہزارہ (۲۰۰۱ء-۳۰۰۰ء) کے آغاز سے پہلے کیتھولک مسیحی اُن سیکڑوں جرمنوں کے سامنے کُھلے عام اپنی تاریخی زیادتیوں سے توبہ کرتے جو حال ہی میں نازی دور کے مظالم پر اظہارِ معذرت کرنے کے لیے نیدرلینڈز میں جمع ہوئے۔

آئندہ سال ایسٹر کے موقع پر فرانس میں پروٹسٹنٹ اور کیتھولک لوگ جمع ہوں گے اور القدس جانے والے اُس راستے کے ساتھ ساتھ تقریبات کا ایک سلسلہ شروع کریں گے جو قرونِ وسطیٰ کے صلیبی جنگ جوؤں نے اختیار کیا تھا۔ ان تقریبات کا مقصد اُن ہزاروں مسلمانوں کے انجام پر پشیمانی اور افسوس کا اظہار کرنا ہے جنہیں یورپی جنگجوؤں نے مسیح کے نام پر موت کے گھاٹ اُتار دیا تھا۔

لوتھرن مسیحیوں نے اپنے چرچ کے بانی مارٹن لوتھر کے سامیت مخالف نظریات پر تأسف کا اظہار کیا ہے۔ نیوزی لینڈ کے ہزاروں مسیحی ماوریوں کے خلاف اپنے جرائم کے اقرار کے لیے اکٹھے ہوئے ہیں۔ اِسی طرح ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے لوگ اُن میدانوں میں کفارے کی دعائیں مانگ رہے ہیں جہاں سفید فام نوآباد کاروں نے مقامی انڈین آبادی کو بے دردی سے ختم کر دیا تھا۔ جاپانی مسیحی تو وہ اقدام کر رہے ہیں جس پر جاپانی حکومت کام کی بات نہیں کرتی یعنی وہ پرل ہاربر پر حملے کے لیے معافی کے خواستگار ہیں۔

ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے سب سے بڑے گروہ یعنی جنوبی ریاستوں کے بپٹسٹوں (Southern Baptists) کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ وہ سیاہ فام ہم وطنوں سے باقاعدہ معافی مانگیں گے، کیوں کہ اُنہوں نے غلامی کے نظام کی تائید کی تھی۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ لوگ، ہجوم در ہجوم ماضی کے گناہوں کا اقرار اور اِن پر تأسف کا اظہار کیوں کر رہے ہیں؟ جب کہ مختلف گروہوں کے درمیان نہ کوئی باہمی تعلق ہے اور نہ وہ اپنی سرگرمیوں میں ربط پیدا کرتے ہیں۔ گناہوں کی معافی مانگنے کے رواں عمل میں جو مسیحی رہنما شامل ہیں، وہ صورت حال کے کئی اسباب بیان کرتے ہیں۔ مختلف نسلوں اور لسانی گروہوں کے درمیان پیدا ہونے والے وسیع تر تعلق اور میل ملاپ کا نتیجہ ہے کہ ماضی کی تلخ یادوں کو ختم کر دینے کی کوششوں میں تیزی آئی ہے۔ مسیحیوں

میں الٰہیاتی اتحاد اور بڑھتا ہوا تعاون بھی ایک اور سبب ہے۔ ایک سبب یہ اُمید ہے کہ ماضی کے جرائم اور گناہوں سے پاک صاف ہونے کے بعد ہی مسیحیّت کا احیاء ممکن ہے۔

ماضی کے جرائم کے اقرار اور اظہارِ تاسف کا یہ عمل مسیحی برادری اور خود اُن لوگوں میں جن سے معافی مانگی جا رہی ہے، تعریف اور شک و شبہ کے ملے جلے جذبات سے دیکھا جا رہا ہے۔ ریاست واشنگٹن کے رہنے والے رسل۔ ایل۔ ٹوس (Russel L. Twiss) کا تعلق ایک ریڈ انڈین قبیلے سے ہے اور وہ انٹر نیشنل بائبل سوسائٹی کے اُس شعبے کے ڈائریکٹر ہیں جو اصل امریکی باشندوں کے درمیان کام کرتا ہے۔ جناب ٹوس نے صورتِ حال پر ان الفاظ میں تبصرہ کیا ہے۔

> محتاط رجائیت پسند آنے والی تبدیلیوں کے حوالے سے اسے ایک اچھی علامت سمجھتے ہیں، لیکن جن لوگوں کو شک و شبہ ہے، اُن کی رائے میں وہ ایسی باتیں بارہا سُن چکے ہیں اور یہ محض خالی وعدے ہیں۔

پروٹسٹنٹ مسیحیّت کی نمائندگی کرنے والے معروف امریکی جریدے "دی کرسچن سنچری" (The Christian Century) کے مدیر جناب جیمز وال کے خیال میں "بعد میں آنے والی نسلوں کی طرف سے اپنے پیش رووں کے جرائم کی معافی مانگنے کا تصوّر بامعنی نظر نہیں آتا۔"

جہاں تک پوپ جان پال دوم کا تعلق ہے، یہ سب کچھ "ہزارہ سوم" کے قریب آنے کے سبب ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے دو ہزار برس پورے ہونے پر توقع کی جا رہی ہے کہ تاریخ مسیحیّت کا تنقیدی جائزہ لیا جائے گا اور اس حوالے سے تقریبات کا اہتمام ہوگا۔ دُنیا بھر کے ۹۵ کروڑ کیتھولک مسیحیوں کے رہنما نے ۱۹۹۲ء میں ماضی کے گناہوں اور غلطیوں کے اقرار کی موجودہ تحریک کا یہ کہہ کر آغاز کیا تھا کہ سترہویں صدی کے مسیحی ججوں نے اطالوی ماہر فلکیات گلیلیو کو سزا دینے میں غلطی کی تھی۔ گلیلیو کا کہنا تھا کہ زمین سورج کے گرد گھومتی ہے۔ ۱۹۹۲ء ہی میں پوپ جان پال دوم نے افریقہ میں معذرت کی کہ کیتھولک چرچ نے غلاموں کی خرید و فروخت کی تائید کی تھی۔ لاطینی امریکہ میں اُنہوں اس امر پر دُکھ کا اظہار کیا کہ چرچ مقامی آبادی کے استحصال میں شریک رہا ہے۔ مئی ۱۹۹۵ء میں پوپ نے چیک جمہوریہ میں کیتھولک۔ پروٹسٹنٹ جنگوں پر افسوس کا اظہار کیا جن سے پندرہویں سے سترہویں صدی تک یورپ مسلسل تباہ ہوتا رہا۔

اپریل ۱۹۹۴ء میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے ایونجلیکل لوتھرن چرچ کے رہنماؤں نے مارٹن لوتھر کی یہودیت مخالف تحریروں پر معذرت کی جو ابھی تک یہودیوں کے خلاف نفرت میں اضافے کے لیے استعمال ہو رہی ہیں۔ اسی طرح پچھلے سال چرچ رہنماؤں نے "پینٹے کوسٹل فیلوشپ آف نارتھ امریکہ" توڑ دی جو صرف سفید فام مسیحیوں پر مشتمل تھی اور اس میں دو درجن مختلف فرقے شامل تھے۔ اس کی جگہ ایک نئی تنظیم قائم کی گئی ہے جس میں سیاہ فام اور سفید فام آبادی کو برابر نمائندگی

دی گئی ہے۔

اپریل ۱۹۹۵ء کے آغاز میں تقریباً آٹھ سو جرمن مسیحی اپنے ملک کی سرحد پار کر کے اِس لیے نیدرلینڈز میں داخل ہوئے تاکہ اُن چھ ہزار مسیحیوں کے ساتھ عبادت میں شریک ہوں جو دوسری عالمی جنگ میں نیدرلینڈز پر جرمن حملے کی غلطی کے لیے معافی کے خواستگار تھے۔ پرل سٹی (ہوائی) کے ایک اسٹیڈیم میں تقریباً ۱۵ ہزار افراد اس مقصد سے یکجا ہوئے کہ ابتدائی مشنریوں، پھلوں کی تاجر کمپنیوں کے بانیوں اور ہوائی کے جاپان نژاد باشندوں کو اپنے آباء و اجداد کے اُن جرائم کی معافی مانگتے ہوئے دیکھیں جن کا ارتکاب اُنھوں نے جزیرہ ہوائی کے اصل لوگوں کے خلاف کا تھا۔

۱۹۹۶ء کے لیے جن تقریبات کا اہتمام کیا جا رہا ہے ان میں پرل ہاربر پر جاپانی حملے کے تناظر میں جاپانی مسیحیوں کی جانب سے ایک تقریبِ معذرت ہو گی۔ اگرچہ طویل بحث مباحثہ کے باوجود جاپانی حکومت نے دوسری عالمی جنگ کے خاتمے کی پچاسویں سالگرہ پر کسی معذرت نامے سے انکار کیا ہے، تاہم سرکاری بیان میں ایک جاپانی لفظ استعمال کیا گیا ہے جِس کا مفہوم "افسوس" کے قریب ہے۔

وہیٹن کالج میں پروفیسر مارک نول امریکہ کی مذہبی تاریخ پڑھاتے ہیں۔ اُن جیسے مؤرخ کا کہنا ہے کہ صدیوں پُرانے واقعات پر معذرتیں کرنے کے عمل سے کچھ زیادہ پُر اُمید نہیں ہونا چاہیے۔ "میرے خیال میں امریکیوں کے لیے یہ بہتر ہو گا کہ وہ انقلابِ امریکہ کے ظالمانہ کردار کے لیے برطانیہ سے معذرت خواہ ہوں، لیکن میں اِس کی سفارش نہیں کرتا، کیوں کہ یہ ایک بے معنی بات ہے۔"

پروفیسر نول نے مزید کہا کہ "اُس وقت توبہ و استغفار کا مفہوم بہت کچھ بدل جاتا ہے جب ظالم اپنے ظلم کے لیے مظلوم سے معافی مانگتا ہے، تاہم اِس رویّے کے پیچھے کارفرما جذبہ قابلِ تعریف ہے، بالخصوص اِس حالت میں جب یہ باہمی افہام و تفہیم کی جانب ٹھوس اقدامات کا سبب بن سکے۔"

وین گوور (برٹش کولمبیا) کے نزدیک "لینگ لے وائن یارڈ چرچ" کے پادری گرے بیسٹ نے اپریل میں جرمنی اور نیدرلینڈز کی سرحد پر اکھٹے ہونے والوں سے خطاب کیا تھا، وہ اپنے تجربہ و مشاہدہ کی بنیاد پر کہتے ہیں کہ اُنھوں نے رویّوں کی ایسی تبدیلی دیکھی ہے جِس نے دل کی گہرائیوں سے جنم لیا ہے۔ اُن کے الفاظ میں "میں ایک ڈچ خاتون سے ملا جِس نے مجھے بتایا کہ اُسے بچپن سے سکھایا گیا تھا کہ جرمنوں سے نفرت کرے، مگر اب وہ جرمنی کے تین دوسرے مسیحیوں کے ساتھ روتے ہوئے اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتے ہوئے معافی مانگ رہی تھی۔ (لاس اینجلز ٹائمز بحوالہ روز نامہ "ڈان"، کراچی)